NEW PUBLICATION OF NIHCR

THE FRONTIER MUSLIM LEAGUE 1913-1947 SECRET POLICE ABSTRACTS

By

Dr. Riaz Ahmad (Ed.)

About the Book:

As is well known, Historical Research in Pakistan has suffered a good deal if only because of the non-availability of primary source and the dearth of documentation on them. This critical factor has figured as the primary cause of Pakistani academicians' poor performance in the field in most of the presentations at various conferences, fora and symposiums held during the past three decades. In this context the NIHCR's attempt to compile the Secret Police Abstracts on the Frontier Muslim League 1913-1947 is most commendable, especially s it seeks to fill in one of the serious gaps in making some of the pivotal primary sources readily accessible to researchers and historians.

The material included in the present compilation is not only unavailable elsewhere, but it also represents a treasure trove of material, offering new perspectives on the topic and lending new significance to the developments of the period. Thus it has the potential to become a source book for M.Phil and Ph.D theses.

Prof. Sharif al Mujahid

SEND YOUR SUBSCRIPTION NOW

National Institute of Historical and Cultural Research
Centre of Excellence (New Campus) Quaid-i-Azam University
Shahdara Road, Islamabad, Pakistan.

برصغیر میں بچہ مسلم لیگ

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر *

قائداعظم نے فرمایا تھا کہ پاکستان تو اس وقت ہی وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد محکم توحید ہے، وطن نہیں اور نہ ہی نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا۔ ایک جدا قوم کا فرد بن گیا۔ اِس طرح ہندوستان میں نئی قوم وجود میں آ گئی۔ دراصل مسلمان کی سوچ کے سارے دھارے اور کوشش کا تمام سرمایہ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں نظریہ پاکستان کی وضاحت دوقومی نظریہ ہی سے ہوتی ہے۔ تحریک پاکستان میں جہاں نوجوان اور بزرگوں نے بھرپور کردار ادا کیا۔ وہاں بچے بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اسی سلسلے میں ''بچہ مسلم لیگ'' قائم ہوئی۔ اس مضمون میں بچہ مسلم لیگ کے بارے میں مختصر تفصیل پیش خدمت ہے۔

بچہ مسلم لیگ علی گڑھ

یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندو سامراج اور برطانوی اقتدار کی بادِ مخالف نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ ان حالات میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلانے کا بیڑا اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے تحریک پاکستان علی گڑھ طلباء کا عظیم نصب العین بن گیا۔ چنانچہ قائداعظم نے بجا طور پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو مسلم انڈیا کا اسلحہ خانہ کہا تھا۔[1]

اس زمانے میں مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ تھی۔ طلباء مسلم لیگ کے ممبر نہ ہو سکتے تھے اس لئے انہوں نے اپنی ایک الگ تنظیم All India Muslim Students Federation کے نام سے بنائی۔ قائداعظم کی ہدایات کے بموجب اس تنظیم کے طلباء نے عملی سیاست سے گریز کیا۔ لیکن وقت آنے پر اِنہی طلباء نے اپنی خدمات مسلم لیگ کے لئے وقف کر دیں اور علی گڑھ کے طلباء نے اس تاریخ ساز انتخابی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تحریک پاکستان کے واضح نصب العین سے ننھے بچے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ علی گڑھ کی وہ نوخیز پود جو مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی ممبر نہ بن سکتی تھی انہوں نے ۱۹۴۲ء میں اپنی ایک الگ جماعت بنالی اور اس کا نام ''بچہ مسلم لیگ''

---

* ۲۷۲-اے-ا و بلاک III، سیٹلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ۔

رکھا۔اس کے صدر رشید محمود ہاشمی تھے۔(بعد میں بڑے ہوکر یہ انڈیا کے مندوب بن کر اسلامی سربراہی کانفرنس میں بھی شریک ہوئے۔حال ہی میں ان کا انتقال ہوا ہے)۔جب قائداعظم علی گڑھ تشریف لائے تو بچہ مسلم لیگ نے کئی کئی میل پیدل چل کر بچوں سے ایک ایک دو دو پیسے جمع کر کے ۱۸ روپوں کی تھیلی قائداعظم کو فلاحی کاموں کے لئے پیش کی۔علی گڑھ بچہ مسلم لیگ کے وائس پریزیڈنٹ فصیح الدین احمد (بنگالی کوٹھی سول لائنز علی گڑھ) تھے۔ان کا ایک خط مورخہ ۵، دسمبر ۱۹۴۲ء بحضور قائداعظم موجود ہے۔[۲]

معلوم ہوتا ہے کہ قائداعظم نے بچہ مسلم لیگ کی صدارت قبول نہیں کی تھی۔بعدازاں بچہ مسلم لیگ کے صدر نے ممبران جماعت کی طرف سے قائداعظم سے اپنی جماعت کا سرپرست بننے کی درخواست کی جو قائداعظم نے بخوشی قبول کر لی۔اس موقعے پر بچہ مسلم لیگ کو قائداعظم نے یہ پیغام دیا۔

''میں آپ کو ضبط و نظم و اتحاد اور ایسے کام کی تلقین کرتا ہوں جو اپنی قوم کی ترقی کے لئے بلاکسی ذاتی مفاد کے خلوص دل سے کھلے عام کیا جائے۔بچہ مسلم لیگ بچوں کی تربیت گاہ کا کام کرے اور انہیں اس لائق بنائے کہ جب وہ ۱۸ سال کے ہو جائیں تو اچھے مسلم لیگی بن سکیں۔''[۳]

فصیح الدین احمد لکھتے ہیں ۱۹۴۰ء کے آغاز میں قائداعظم انڈیا کے لاکھوں مسلمانوں کو مشترکہ پلیٹ فارم پر ایک جھنڈے تلے جمع کر چکے تھے۔انہوں نے دوقومی نظریہ کو بنیاد بنا کر پاکستان کے نام پر ایک علیحدہ مملکت کے قیام کے لئے زمین ہموار کر لی تھی۔جس کی وجہ سے قوم ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور کو منظور کرنے کے لئے تیار تھی۔دور اندیش قائداعظم نے تحریک پاکستان کے لئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو ہراول دستہ کے طور پر منتخب کر لیا تھا۔وہ ہر سال علی گڑھ آیا کرتے تھے اور اسے اپنی سالانہ زیارت قرار دیتے تھے۔وہ علی گڑھ کو مسلم انڈیا کا رہبر قرار دیتے ہوئے کہتے تھے کہ جو علی گڑھ آج سوچتا ہے وہ چیز مسلم انڈیا کل سوچے گا۔قائداعظم اور علیگڑھ یونیورسٹی کے طلبہ کے درمیان ایک خصوصی تعلق قائم ہو چکا تھا۔قائداعظم علی گڑھ تین چار روز کے لئے تشریف لاتے تھے اور ان کی آمد کا شدت سے انتظار ہوتا تھا۔علی گڑھ میں قائداعظم نواب حبیب الرحمٰن کی رہائشگاہ ''حبیب منزل'' پر قیام کرتے تھے اور طلبہ اس دوران قائد سے ملنے، ان کی باتیں سننے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔اس وقت میں علی گڑھ یونیورسٹی ہائی سکول کا طالب علم تھا اور کم عمری کے باعث مسلم لیگ یا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شامل نہیں ہو سکتا تھا۔اساتذہ کرام کی مسلسل رہنمائی کے باعث قائداعظم، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی محبت اور شوق ہر وقت جواں رہتا تھا اور ہم چھوٹے ہونے کے سبب عملی طور پر کچھ نہیں کر سکتے تھے۔اس صورتحال میں ہمیں رہنمائی کی اشد ضرورت تھی کہ ہم کسی طرح اپنا عملی کردار

ادا کر سکیں۔ اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کس طرح کرنا چاہیے۔ اس کے لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ سب سے بڑے رہنما قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس سلسلے میں ۱۹۴۲ء کے وسط میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ہائی سکول میں طلبہ کا ایک اجلاس منعقد کیا گیا جس میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے طرز پر بچہ مسلم لیگ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسی اجلاس میں قائداعظم کو صدر منتخب کیا گیا اور میں نائب صدر منتخب ہوا۔ اجلاس میں یہ میری ذمہ داری لگائی گئی کہ میں قائداعظم کو خط تحریر کروں اور ان سے راہنمائی حاصل کروں۔ قائداعظم نے میرے خط کا فوری جواب دیا اور واضح کیا کہ بحیثیت صدر آل انڈیا مسلم لیگ وہ کسی دوسرے ادارے کی سرپرستی قبول نہیں کر سکتے۔[۴] تاہم انہوں نے یہ پیغام بھیجا:

> ''آپ کے لئے میرا پیغام ہے ایمان، اتحاد، تنظیم یہ سب بغیر کسی لالچ یا انعام کے قوم کے لئے بے لوث اور مخلصانہ کوششیں آپ کے راہنما اصول ہونے چاہئیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ تنظیم ہے۔ جب آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبر بننے کی عمر کو پہنچیں تو اس میں شامل ہو جائیں۔ آپ کو مسلم لیگ کا پیغام سمجھنا چاہیے تاکہ اسے آپ دوسروں تک پہنچائیں اور یہ تسلی کر لیں کہ وہ اسے صحیح طور پر سمجھ پائے ہیں۔''

علی گڑھ بچہ مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس میں، میں نے قائداعظم کا خط ایگزیکٹو کونسل میں پڑھ کر سنایا جس پر قائداعظم کو پیٹرن منتخب کر لیا گیا۔ ۵ دسمبر ۱۹۴۲ء کو میں نے دوبارہ قائداعظم کو خط تحریر کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ بچہ مسلم لیگ کے پیٹرن کا عہدہ قبول کر لیں۔ ہم اس تنظیم کو آل انڈیا بچہ مسلم لیگ کا نام بھی دینا چاہتے تھے۔ ۹ دسمبر ۱۹۴۲ء کو قائداعظم ایک عدالتی کیس کے سلسلے میں آگرہ میں موجود تھے۔ وہاں سے انہوں نے خط کے جواب میں تحریر کیا: ''جیسا کہ میں نے پہلے مطلع کیا تھا میں بچہ مسلم لیگ کی صدارت کا عہدہ نہیں سنبھال سکتا لیکن اب آپ نے مجھے متفقہ طور پر پیٹرن کے لئے منتخب کر لیا ہے تو وہ ٹھیک ہے۔ آپ نے جو مجھے یہ اعزاز بخشا ہے میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں طالب علم کی حیثیت سے آپ کو اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اور کوشش حصول علم کے لئے وقف کرنی چاہئیں۔ بچہ مسلم لیگ ایک سوشل اور سماجی بہبود کی تنظیم ہے۔ آپ کو اس سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ بچہ مسلم لیگ کو ایک آل انڈیا تنظیم بنانے کا مت سوچئے۔ کیونکہ اس طرح یہ متوازی تنظیم بن جائے گی۔''

ہم نے قائداعظم کی اس بات پر عمل کیا اور اپنی سرگرمیاں جلوس نکالنے اور کارنر میٹنگ تک محدود کر دیں جہاں ہم نظریہ پاکستان کو لوگوں کے سامنے واضح کرتے تھے۔ ہم نیشنل گارڈز کی وردی پہن کر رضاکارانہ طور پر قائد کے جلوس میں شریک ہوتے۔ اس موقع پر قائداعظم نے بچہ مسلم لیگ کونسل کے ممبران کے ہمراہ گروپ تصویر بنائی۔ علی گڑھ بچہ

مسلم لیگ کی سرگرمیاں ڈان دہلی میں تسلسل سے شائع ہوتی تھیں۔ اس نے دیگر علاقے کے سکول کے بچوں کو بھی متحرک کیا کہ وہ اپنے اپنے سکولوں میں بچہ مسلم لیگ قائم کریں۔ مجھے یاد ہے کہ حکیم محمد سعید مرحوم نے بھی دہلی میں بچہ مسلم لیگ قائم کی جو بہت متحرک تھی۔

اب میں ستر کے پیٹے میں ہوں اور پاکستان میں کراچی میں رہائش پذیر ہوں۔ قائداعظم کے ساتھ پرانی یادوں کو تازہ کرنا ایک شاندار احساس ہے میں بہت خوش قسمت ہوں کہ نہ صرف قائداعظم کو دیکھا، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں طلبہ سے ان کے خطاب کو سنا، ان سے ملاقاتیں کیں اور ان کے ہمراہ گروپ فوٹو بنوایا۔

اگرچہ آج قائداعظم ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن اُن کی ذہنی سوچ، اُن کی باتیں کبھی دھندلا نہ سکیں گی۔[۴]

فصیح الدین علی گڑھ بچہ مسلم لیگ کے نائب صدر تھے۔ وہ پندرہ روزہ پاکستان ٹائمنر کے بھی ایڈیٹر رہے جسے انہوں نے علی گڑھ سے پارٹی کے سرکاری ترجمان کی حیثیت سے ۱۹۴۶ء میں جاری کیا تھا۔ بعد میں اسی اخبار کو پنجاب مسلم لیگ کے مرحوم میاں افتخار الدین نے قائداعظم کی خواہش کے مطابق خرید لیا تا کہ اسے لاہور سے ایک روزنامہ کی حیثیت سے جاری کرسکیں۔ فصیح الدین ۱۹۴۹ء میں علی گڑھ فیڈریشن کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ انہیں مباحثہ میں پہلا انعام بھی ملا۔ پیشہ کے لحاظ سے وہ انجینئر ہیں اور فی الوقت ایک کمپنی بنام پرل انجینئرنگ (پرائیویٹ) لمٹیڈ کراچی کے چیئرمین ہیں۔ محترم فصیح الدین احمد زبیری، ڈاکٹر ضیاالدین کے بھتیجے تھے۔ ۲۰۰۵ء میں کراچی میں وفات پائی۔ اُن کا سارا خاندان امریکہ منتقل ہوگیا۔[۵]

بچہ مسلم لیگ دہلی

حکیم محمد سعید نے لکھا ہے ''نونہالو! تمہارے تحریک پاکستان کے سوال سے میرا دل خوش ہوا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے پاکستان کے نونہال پاکستان سے محبت کرتے ہیں اور پاکستان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتے ہیں۔ چلو بھئی، سب سے پہلے تو میں تم کو ایک نہایت دل چسپ بات بتاتا ہوں۔ دہلی میں بھی تحریک پاکستان زوروں پر تھی۔ وہاں ایک بچہ مسلم لیگ بھی تھی۔ پاکستان سپریم کورٹ کے جج جناب جسٹس محمد نعیم صاحب اور ہائی کورٹ سندھ کے جج جناب جسٹس ظہور الحق صاحب دونوں بچہ مسلم لیگ میں تھے۔ ہمارے ساتھ ایک بھیا عرفان الحق شبلی بڑا پرجوش نوجوان تھا۔

ہم نے طے کیا کہ چلو قائداعظم محمد علی جناح کو لال کنویں پر لے چلیں۔ حوض قاضی، لال کنواں، فراش خانہ، فتح پوری، چاندنی چوک، لال قلعہ، جامع مسجد یہ روٹ بنایا۔ قائداعظم نے بات مان لی، شبلی کو ذرا دیکھو، نہ جانے کس طرح

دہلی چڑیا گھر سے ایک ہاتھی لے آیا۔ اب ہم نے قائد اعظم سے کہا، جناب محترم، ہاتھی پر آپ کو سوار ہونا ہے! قائد اعظم نے صاف انکار کر دیا۔ انہوں نے افغانستان کے امیر حبیب اللہ کی طرح یہ تو نہیں فرمایا کہ جس سواری کی راس میرے ہاتھ میں نہ ہو میں اس پر سواری نہیں کر سکتا، مگر انہوں نے ہمیں اونچ نیچ سمجھا دی جو ہماری سمجھ میں آ گئی۔ وہ موٹر میں سوار ہوئے، جب وہ لال کنویں پر ہمدرد کے سامنے آئے تو وہاں ہمدرد کے کارکنوں نے گلاب کے منوں پھول ان پر برسا دیے۔

قائد اعظم جامع مسجد کے میدان میں تقریر کرتے تھے۔ میں وہاں ضرور جاتا تھا۔ محترمہ فاطمہ جناح سے بھی میرا رابطہ رہتا تھا جو ان کے آخری سانس تک جاری رہا۔ نونہالو! وہ مزاج کی ذرا سخت تھیں کیا مجال کوئی بے قاعدگی ہو جائے۔ مجھے اور میری بیٹی سعدیہ کو صرف اجازت تھی کہ جب چاہیں بغیر اطلاع کے آ جائیں۔ ہم ان کو آنٹی کہا کرتے تھے۔ قائد اعظم کے لیے میں ۱۰ اورنگ زیب روڈ پر ان کی پسندیدہ اسپغول کی بھوسی خود جا کر محترمہ مس جناح کو دیا کرتا تھا۔ وہاں تحریک پاکستان کے لوگ آتے تھے۔ ان کا جذبہ قابل قدر ہوتا تھا۔"[۶]

بچہ مسلم لیگ الٰہ آباد

سید صلاح الدین اسلم نے لکھا ہے "میں ایک دن سینئر فصیح اقبال صاحب سے کسی ذاتی کام کے سلسلے میں ملنے گیا۔ باتوں باتوں میں تحریک پاکستان کا ذکر چھڑ گیا۔ سید صاحب کے والد محترم سید مظہر رشید صاحب مسلم لیگ کے بڑے سرگرم کارکن تھے۔ فصیح اقبال صاحب کو مسلم لیگ کے جلسے جلوسوں میں اپنے ساتھ ساتھ رکھتے تھے۔ یہ اتنے کم عمر تھے کہ لوگ ان کا تعارف یہ کہہ کر کراتے تھے کہ آپ سے ملیے بچہ مسلم لیگ الٰہ آباد کے صدر ہیں۔ فصیح صاحب کا حافظہ قابل رشک ہے۔ ان کو تحریک کے دنوں کی باتیں اس طرح یاد ہیں جیسے یہ کل کی بات ہو۔ جلسے، جلوس، لاٹھی چارج، آنسو گیس، غرض اس زمانے میں جو کچھ بھی انہوں نے دیکھا ہے اس طرح بیان کر رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا یہ پینتالیس سال پہلے نہیں بلکہ پینتالیس دن پہلے کے واقعات ہیں۔ بات بھی یہ ہی ہے قوموں کی زندگی میں پینتالیس سال ہوتے ہی کیا ہیں۔ ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ برصغیر کی فضاؤں میں قائد اعظم کی آواز گونجی تھی"۔[۷]

بچہ مسلم لیگ کوئٹہ

۲۶ رجون ۱۹۴۳ء کو ساڑھے آٹھ بجے صبح قائد اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ اپنی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح اور بیگم ہارون کی معیت میں کراچی سے کوئٹہ تشریف لائے۔ سپیرنڈ جنکشن پر قاضی محمد عیسیٰ خان صدر بلوچستان مسلم لیگ، سردار غلام محمد خان جنرل سیکرٹری بلوچستان مسلم لیگ، حاجی ملک جان محمد خان سالار اعظم مسلم نیشنل

گارڈ بلوچستان ٹرین پہنچنے سے قبل موٹر کاروں پر پہنچے ہوئے تھے۔ جہاں سے حضرت قائد اعظم کو موٹر کار پر کوئٹہ لایا گیا۔ ایک تو گاڑی کافی لیٹ تھی دوسرے کوئٹہ اسٹیشن میں مخلوقات کی ایک ایسی کثیر تعداد تھی جیسے ایک موجیں مارتا ہوا سمندر ہو۔ راستوں کے کئی اسٹیشنوں پر بے پناہ ہجوم نے آپ کا استقبال کیا تھا جس کا آپ پُر محبت جواب دیتے آئے تھے۔

پہلے آپ تھوڑی دیر کے لئے قاضی محمد عیسیٰ خان کی رہائش گاہ پر رُک کے پھر ٹھیک سوا نو بجے صبح عظیم الشان مجمع میں تشریف لائے۔

موٹر سے اترتے ہی وہاں پہلے پہل قائد اعظم کو بچہ مسلم لیگ کے چھوٹے چھوٹے سینکڑوں بچوں نے سلامی دی۔ یہ اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ کے ایک قابل، لائق، شفیق اُستاد اور قابل فخر تنظیم اور اسلامی تعلیمات سے متصف محترم چوہدری محمود الحسن کی تربیت کا کرشمہ تھا۔

بچہ مسلم لیگ کے مختلف شہروں میں ہونے والے اجلاس اور عہدیداروں کے انتخاب کے سلسلے میں جو کاروائی ہوئی اس کی تفصیل پیش ہے۔ مرتب نے لکھا ہے: ''یہ مواد اگرچہ مفصل تو ہے لیکن فنی نکتہ نگاہ سے مکمل نہیں کیونکہ نوائے وقت کے دستیاب ریکارڈ میں تمام پرچے موجود نہیں۔'' راقم (انعام الحق کوثر) کے نمائندے ڈاکٹر محمد فہیم الحق نے پوری کوشش کی کہ سارا مواد مل جائے مگر کامیابی نہ ہوسکی۔ جو ملا شامل مضمون ہے۔

- ☆ بچہ مسلم لیگ پشاور کا اجتماع، زیر صدارت بشیر احمد رئیس زادہ پشاور منعقد ہوا، ۳ جولائی ۱۹۴۵ء تا ۴، ۵۔
- ☆ اسلامیہ کالج بچہ مسلم لیگ عہدیداروں کا انتخاب ۱۷ مئی ۱۹۴۶ء، ۵، ۶۔
- ☆ کلانور اکبرنی میں بچہ مسلم لیگ کا قیام، ۱۹۴۵ء، ۴، ۱۔
- ☆ گورداسپور میں بچہ مسلم لیگ، عہدیدار چنے گئے، ۱۴ ستمبر ۱۹۴۶، ۱، ۴۔
- ☆ ڈومیلی میں بچہ مسلم لیگ کا قیام ۱۹ جنوری ۱۹۴۶ء، ۵، ۲۔
- ☆ قصور میں بچہ مسلم لیگ کے عہدیدار منتخب ہوئے۔
- ☆ عہدیدار چنے گئے، ۱۴ ستمبر ۱۹۴۶ء، ۵، ۶۔
- ☆ علی پور میں بچہ مسلم لیگ کی تنظیم جلوس نکال کر پاکستان زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد کے نعرے لگائے، ۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء، ۵، ۵۔
- ☆ بچہ مسلم لیگ گورداسپور کا جلسہ منعقد ہوا، ۲۵ ستمبر ۱۹۴۶ء، ۴، ۲۔
- ☆ بچہ مسلم لیگ نیشنل گارڈز پشاور کا قیام عہدیداروں کا چناؤ، ۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء۔ ۵، ۵۔

☆ مسلم ہائی سکول لاہور میں بچہ مسلم لیگ عہدیدار چنے گئے، ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء، ۴، ۳۔

☆ انبالہ بچہ مسلم لیگ کا جلسہ، پاکستان کا مطلب سمجھایا (بحوالہ انتخابات) ۲ فروری ۱۹۴۶ء، ۴، ۶۔

☆ بچہ مسلم لیگ کی زیر اہتمام عظیم الشان جلسہ، نوشہرہ میں زیر صدارت شیخ عبدالکریم صاحب منعقد ہوا۔

☆ سرگودھا میں بچہ مسلم لیگ کا قیام، ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء، ۴، ۴۔

☆ انتخاب بچہ مسلم لیگ کپورتھلہ، ۱۷ نومبر ۱۹۴۶ء، ۳، ۵-۶ عہدیدار چنے گئے۔

☆ لاہور چھاؤنی میں بچہ مسلم لیگ کا قیام، ۲۶ اپریل ۱۹۴۶-۵، ۶۔

☆ سیالکوٹ میں بچہ مسلم لیگ کا قیام ۱۱ جنوری ۱۹۴۷ء-۴، ۴ عہدیدار چنے گئے۔

☆ انتخاب نونہالان مسلم لیگ مزنگ، ۷ فروری ۱۹۴۷ء-۴، ۴ عہدیدار چنے گئے۔ [۸]

سابق پروفیسر، پرنسپل، ڈین یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور، صدر نشین مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، سیکرٹری بزم اقبال لاہور، ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی لاہور، حال چیئرمین مغربی پاکستان اردو اکادمی لاہور، ڈاکٹر وحید قریشی بتاتے ہیں: (بذریعہ فون ۱۴ر جولائی ۲۰۰۶) بچہ مسلم لیگ لاہور میں فعال تھی۔ اُس کے اراکین قائداعظم کی خدمت میں پاکستان کی خاطر چندے بھیجتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب خود اسلامیہ سکول کے طالب علم تھے۔ ۱۹۳۸ء میں ان کے والد محترم کی تبدیلی شملہ ہوگئی تھی۔ انہوں نے شملہ اسٹیشن پر بحیثیت سکاؤٹ ڈپٹی پٹرول لیڈر قائداعظم کو سلامی دی تھی۔ شملہ میں عید کے موقع پر قائداعظم کی پچھلی صف میں عید کی نماز پڑھی تھی۔ اُسی زمانے میں مولانا ظفر علی خان شملہ تشریف لائے تھے۔

سابق ناظم کراچی نعمت اللہ خان جو بچہ مسلم لیگ دہلی کے رکن رہے۔ نعمت اللہ صاحب نے مجھے (انعام الحق کوثر) ۱۶ر اگست ۲۰۰۶ کو فون پر بتایا تھا کہ وہ ۱۹۴۶ء میں کل ہند کنونشن دہلی میں پندرہ سال کی عمر میں مسلم لیگ نیشنل گارڈ میں شامل تھے جس کا نصب العین تھا: ''پاکستان یا شہادت''۔

غلام احمد اسماعیل عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارفتگی، خود اعتمادی اور دیانت داری کا ایک خوبصورت نمونہ تھے۔ اُن کا تعلق بمبئی کی میمن برادری سے تھا۔ نصیر احمد سلیمی نے اُن کے بارے میں لکھا ہے:

''غلام احمد اسماعیل (مرحوم) نے بتایا تھا کہ بمبئی میں اسکول میں بچہ مسلم لیگ کے دوستوں کے ساتھ اپنے محلے میں پاکستان کے حق میں نعرے لگایا کرتے تھے جبکہ ان کے پھوپھی زاد بھائی اور بہنوئی، اے کے سومار مسلم لیگ میں بڑے فعال تھے۔ ان کا شمار مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نمایاں لوگوں میں ہوتا تھا۔ وہ زندگی بھر مسلم لیگی رہے۔ بانی پاکستان کا انتقال

ہوا تو غلام احمد اپنے دوستوں کے ساتھ برنس روڈ سے مزار قائدؒ تک پیدل گئے اور تدفین میں شریک ہوئے۔ مرحوم ہمیشہ قیام پاکستان کو عطیہ خداوندی کہتے تھے۔ اس کی بقا اور سلامتی کی دعا ان کی زبان پر ہر وقت رہتی تھی"[۹]

عبید الرحمٰن ایڈووکیٹ اپنی خودنوشت میں لکھتے ہیں۔

"مسلم لیگ کی تحریک پاکستان میں مالیات کی شدید کمی تھی اور اس کمی اور بے مائیگی کے ماحول میں تحریک کو آگے بڑھانا پہاڑ کو عبور کرنا نظر آتا تھا لیکن اگر جذبہ سچا ہو، مقصد اچھا اور عظیم ہو قیادت باکردار ہو، حوصلہ بلند ہو تو سفر آسان ہو جاتا ہے۔ عاصم ملک جو مسلم لیگ ضلع لکھنؤ کے صدر تھے، انہوں نے ایک نیا پروگرام ترتیب دیا۔ عاصم ملک صاحب نے ہم طلباء کو اکٹھا کیا اور سائیکل جلوس تشکیل دیا۔ تقریباً ۲۰-۲۵ طلباء سائیکل سوار محلّہ محلّہ سائیکلوں پر سوار ہو کر نعرہ لگاتے ہوئے جاتے۔ سائیکلوں پر مسلم لیگ کے پرچم لہراتے اور چوراہے اور گلی کے نکڑ پر جہاں بھی کچھ لوگ جمع ہوتے مختصر تقریر کرتے پاکستان سے متعلق کتابچے تقسیم کرتے اور آگے بڑھ جاتے۔ کئی مرتبہ ان سائیکل جلوسوں پر پتھر باری بھی کی گئی لیکن یہ شروع شروع کی بات ہے آگے چل کر عوام پھول برساتے، ساتھ ساتھ نعرے لگاتے، پانی اور شربت سے خاطر کرتے اور خود بھی جلوس میں شامل ہو جاتے۔ ان سائیکل جلوسوں اور محلّہ محلّہ اور گلی گلی جلوسوں نے مسلم لیگ کو مقبول بنانے، پاکستان کا تعارف کرانے اور سمجھنے میں بڑی مدد کی۔

اس ابتدائی جدوجہد نے بہت سے نوجوانوں اور بچوں کو یکجا کر دیا۔ بچوں میں شفیق الرحمان، انوار فاروقی، اقبال احمد، فتح علیم، نثار کیانی، جلال الزماں، نہال الزماں، ڈاکٹر انعام الحق کوثر اور کئی دوسرے بہت نمایاں تھے۔ ہم سب کو انور احمد رضوی نے اکٹھا کیا اور بچہ مسلم لیگ تشکیل دی۔ میرا نام صدارت کے لیے اقبال کا نام معتمد کے لیے اور نثار کیانی، اقبال کچھوچوی، نہال جلال، فتح علیم اور شفیق کا نام مرکزی کمیٹی کے لیے تجویز ہوا۔ خیالی گنج کے علاقے میں ایک کمرے کو دس روپیہ ماہوار کرائے پر لے کر دفتر قائم کیا گیا اور اس طرح بچہ مسلم لیگ لکھنؤ یوپی کی بنیاد پڑی۔ ہمارا پروگرام یہ طے کیا گیا کہ:

۱- جلسوں میں خواتین کی خدمت اور حفاظت کرنا۔

۲- جلسوں میں شریک عوام کی خدمت اور پانی پلانا۔

۳- مسلم لیگ کے کتابچے تقسیم کرنا۔

۴- نشرگاہ پاکستان کی دریاں بچھانا۔

۵- سائیکل جلوس وحلقہ وار جلسوں کا انعقاد کرنا۔

۶- مساجد میں نماز کے بعد مسلم لیگ کے کتابچے تقسیم کرنا۔

۷- جلسوں میں عوام کو شامل ہونے کی ترغیب دینا۔

یہ سب کام ہم بچوں نے بہ حسن خوبی انجام دیئے۔ ہمیں اچھے کردار کی تربیت دی گئی۔ سچ بولو، مدرسہ کا کام، گھر کا کام کرو، صحت مند کھیلوں میں دلچسپی لو، وقت پر جاگو، مدرسہ جاؤ اور فارغ اوقات میں مسلم لیگ کے پیغام کو آگے بڑھانے کا کام کرو۔ اس سارے کام کو آگے بڑھانے اور بچوں کو منتظم کرنے میں سب سے زیادہ کام جن بزرگوں نے کیا ان میں انوار احمد رضوی، شمس علوی صاحب، عبدالعزیز ایڈووکیٹ، عاصم ملک ایڈووکیٹ، عبدالمالک انصاری، مولانا حبیب انصاری کے نام سرفہرست ہیں۔ بچہ مسلم لیگ کی صدارت نے مجھے تنظیمی صلاحیتیں عطا کیں اور مسلم لیگ کی قیادت سے قریب کیا اور عوام میں عزت دلائی۔ ہم لوگ پاکستان کے بیج لگاتے اور مسلم لیگ کے جھنڈے فروخت کرتے، جلوسوں کا اعلان کرتے اور ان سب کاموں میں جو خرچ مسلم لیگ کو کرنا پڑتا اس طرح نہ صرف وہ بچا بلکہ نوجوانوں میں کام کرنے کا جذبہ بڑھا اور ان میں اتحاد اور محبت پیدا ہوئی اور مسلم لیگ کے نوجوان رضا کاروں کی منظم فورس دستیاب ہوگئی۔

ہم نے بچہ مسلم لیگ (یوتھ لیگ) پلیٹ فارم سے کئی بڑے جلسے منعقد کیے جن میں یوم اقبال، یوم محمد علی، بچہ مسلم لیگ کا یوم تاسیس، ڈائریکٹ ایکشن ڈے، قابل ذکر ہیں۔ یوم مولانا محمد علی جوہر کے انعقاد کا خیال اس لیے آیا کہ بیگم مولانا محمد علی جوہر انہی دنوں فرنگی محل میں مولانا صبغت اللہ انصاری کے مکان پر مقیم تھیں۔ ہمارا ایک وفد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیگم صاحبہ نے ڈیوڑھی میں ٹاٹ کے پردے کی دوسری طرف سے ہم سے گفتگو کی۔ ہماری ہمت افزائی کی اپنی علالت کا اظہار کرتے ہوئے جلسے میں شرکت سے معذوری ظاہر کی لیکن پیغام دینے کا وعدہ کیا۔ جلسہ ہوا انوار احمد رضوی نے صدارت کی جلسے میں نہ صرف لکھنؤ کے عوام نے بھرپور شرکت کی بلکہ کانپور، بارہ بنکی، کاکوری اور متصل کے عوام بھی دور اور نزدیک سے شامل ہوئے۔ گنگا پرشاد میموریل ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی اس جلسے کی کامیابی نے ہمارے حوصلے بلند کردیئے۔

کانپور سے ایک وفد کئی سو بچوں پر مشتمل بیگم نسیم اختر کی رہنمائی میں جلسے میں شریک ہوا۔ عبدالحئی عباسی صاحب جو اس وقت قائم مقام صدر شہری مسلم لیگ تھے، انہوں نے ہمارے ساتھ مشترکہ صدارت کی اور ہمیں بڑی شاباشی دی۔ دوسرے دن چوہدری خلیق الزماں صاحب نے اپنے گھر پر ہم سب کو طلب کیا ہمارا حوصلہ بڑھایا، ہمارے سروں پر ہاتھ رکھا اور چائے بسکٹ سے تواضع کی۔ یہ ہماری چوہدری صاحب سے پہلی باقاعدہ ملاقات تھی۔ پھر اس کے بعد ہمارا

مستقل رابطہ ہو گیا اور چوہدری صاحب اوران کے گھر آنے والے رہنماؤں سے ملاقات اور تعارف معمول بن گیا۔ ہم لوگ چوہدری صاحب کو اسی وقت سے بابا کہنے لگے۔

بہار کے فسادات نے سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو چونکا دیا۔ پنجاب، سندھ اور سرحدی صوبہ سے نیشنل گارڈز اور مسلم لیگی کارکنوں کے جتھے بذریعہ ریل بہار کے مسلمانوں کو مدد دینے کے لیے روانہ ہونے لگے۔ یہ ریل لکھنؤ اسٹیشن پر دوپہر کے وقت پہنچتی تھی۔ اسٹیشن پر مسلم لیگ کے کارکن اور عہدیداران ریلیف ٹیموں کا استقبال کرتے، دوپہر کا کھانا کھلاتے اور ان کو نعروں کی گونج میں الوداع کہتے۔ نواب اعجاز رسول صوبائی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے اور لکھنؤ ریلوے اسٹیشن پر امدادی جماعتوں کے استقبال کے نگران تھے۔ انہوں نے ہم نوجوانوں سے کام لیا۔ شہر سے کھانا لے جانا، برف کا پانی فراہم کرنا، پلیٹ فارم پر دستر خوان لگوانا اور ریل کو اس وقت تک روکے رکھنا جب تک مہمان کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں۔ یہ ساری کارروائی نواب صاحب کی رہنمائی میں لکھنؤ نیشنل گارڈز بچہ مسلم لیگ کے کارکن بڑی مستعدی سے انجام دیتے۔ یہ سلسلہ کئی ہفتوں تک جاری رہا۔ ان جماعتوں میں سندھ سے بہت سے نوجوان بہار والوں کی مدد کے لیے پہنچے تھے۔ ان میں ہمارے آج کے ساتھی نواز عالم ایڈووکیٹ اور سندھ کے نامور تالپور خاندان کے علی احمد تالپور اور رسول بخش تالپور اور بہت سی اہم شخصیات شامل تھیں۔

بہار کے فسادات نے سندھ کے عظیم رہنما مسٹر جی ایم سید جو اس وقت سندھ مسلم لیگ کے صدر تھے یہ کہنے پر مجبور کر دیا گیا کہ اگر فسادات کا سلسلہ بند نہ ہوا تو سندھ کی سرزمین بہار کے مسلمانوں کے لیے حاضر ہے۔ سید صاحب نے نہ صرف اپنے اس اعلان پر بھرپور عمل کیا بلکہ جو مسلمان بہار سے تشکیل پاکستان سے قبل ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے ان کو کراچی میں آباد کیا بلکہ ان کی آبادکاری میں بھرپور اعانت کی۔ شیر شاہ کراچی میں بہار کالونی اور آگرہ تاج کالونی سید صاحب کی اس کاوش کی زندہ مثال ہیں۔ بہار کالونی میں بہار کے مہاجر اور آگرہ تاج کالونی میں یوپی سے آگرہ کے مہاجر بھرت پور ریاست کے مہاجر ۴۷ء سے پہلے ہی آباد ہو چکے تھے۔[۱۰]

اختتامیہ

برصغیر میں بچہ مسلم لیگ کی تنظیم اور اس کے ہمہ گیر اثرات کی جو وجوہات معلوم ہوتی ہیں ان میں قائداعظم محمد علی جناح کی ذاتی توجہ اوران کی بصیرت کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کے دیگر راہنماؤں اور کارکنوں کی سرپرستی شامل تھی۔ اس کے علاوہ برصغیر میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشنوں کے ہمہ گیر پھیلاؤ اور اس کے بچہ مسلم لیگ پر خوشگوار اور واضح اثرات پڑے۔ پھر بچوں کا دینی، علمی، ادبی، عملی اور اخلاقی خوبیوں پر مبنی ادب جو ان دنوں شائع ہوتا یا ہاتھ سے لکھ کر رسالے

نکالے جاتے تھے ان کے اثرات بھی یہاں کے بچوں پر تھے اور علی گڑھ میں (سکول، کالج اور یونیورسٹی کے ذریعے) زیرتعلیم طالب علم برصغیر میں تحریک پاکستان کا پیغام گھر گھر پہنچاتے تھے۔ اس طرح اسلامیہ کالج لاہور، اسلامیہ کالج پشاور، اینگلو عربک کالج دہلی اور ان کے ذیلی ملحقہ مدارس، سندھ مدرسہ اسلام کالج کراچی، ان کے علاوہ برصغیر کے دیگر کالجوں (مردانہ، زنانہ) اور یونیورسٹیوں کے مسلمان طالب علموں کی کارکردگی بھی قابل تحسین تھی۔ پھر بچوں نے بچہ مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا اور اس پیغام کو پھیلانے میں مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں نے اپنا حق ادا کیا۔ درسگاہوں میں اساتذہ کرام، خاص طور پر علی گڑھ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے والے اساتذہ کرام نے بھی اس میں اپنا کردار ادا کیا۔ ساتھ ہی ساتھ پڑھے لکھے گھرانوں میں تحریک پاکستان کا چرچا ہونے کے باعث ان گھروں میں بچے اس سے متاثر ہوئے اور ''بچہ مسلم لیگ'' مضبوط ہوئی۔

حوالہ جات

۱- مسز اے۔ ایچ داؤد، سابق پرنسپل گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج برائے طالبات پشین (بلوچستان) یادداشتیں، مطبوعہ قائداعظم علی گڑھ تحریک اور بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۲۰۰۱ء، ص ص ۴۱، ۴۴۔

۲- 'لیٹرز تو قائداعظم، ایڈیٹرز سعدیہ راشد، رضوان احمد، ڈاکٹر انصار زاہد، کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ص ۱۲۰، ۱۲۱۔

۳- فصیح الدین احمد، نائب صدر بچہ مسلم لیگ، ۵ دسمبر ۱۹۴۲ء۔

۴- فصیح الدین احمد، بعنوان 'بچہ مسلم لیگ'۔

۵- بحوالہ ڈاکٹر انصار زاہد، کراچی، سہ ماہی جرنل پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی، جنوری تا جون ۲۰۰۲ء، ص ص ۱۴۳-۱۴۵۔

۶- حکیم محمد سعید بچوں کے حکیم محمد سعید، حکیم محمد سعید کی زندگی کی کہانی، خود اُن کی زبانی، کراچی، ۱۹۹۲ء ص ۲۷ تا ۴۱۔

۷- سید صلاح الدین اسلم بن کے رہا پاکستان، اسلام آباد، کراچی، مرتبہ ۱۹۹۳ء ص ۱۲۱۲،۱ تا ۲۲۳۔

۸- سرفراز حسین مرزا، اشاریہ نوائے وقت سیاسات ہند اور مسلمانوں کی جدوجہد آزادی، ۱۹۴۴ء-۱۹۴۷ء لاہور، ۱۹۸۷ء ص ص ۲۶-۲۷۔

۹- اُردو ڈائجسٹ، لاہور، ستمبر ۲۰۰۷ء ص ۴۶۔

۱۰- عبدالرحمٰن ایڈووکیٹ اپنی خود نوشت، یاد ہے سب ذرا ذرا، مطبوعہ شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ۲۰۰۳ء۔

NEW PUBLICATION OF NIHCR

THE BALUCHISTAN MUSLIM LEAGUE 1939-1947

SECRET POLICE ABSTRACTS

By

Dr. Riaz Ahmad (Ed.)

About the Book:

As is well known, historical research in Pakistan has suffered a good deal if only because of the non-availability of primary source and the dearth of documentation on them. This critical factor has figured as the primary cause of Pakistani academicians' poor performance in the field in most of the presentations at various conferences, fora and symposiums held during the past three decades. In this context the NIHCR's attempt to compile the Secret Police Abstracts on the Baluchistan Muslim League during 1939-1947 is most commendable, especially it seeks to fill in one of the serious gaps in making some of the pivotal primary sources readily accessible to researchers and historians.

The material included in the present compilation is not only unavailable elsewhere, but it also represents a treasure trove of material, offering new perspectives on the topic and lending new significance to the developments of the period. Thus it has the potential to become a source book for M.Phil and Ph.D theses.

Prof. Sharif al Mujahid

SEND YOUR SUBSCRIPTION NOW

National Institute of Historical and Cultural Research
Centre of Excellence, Quaid-i-Azam University, New Campus,
Shahdara Road, Islamabad, Pakistan.